1

# اکیسویں صدی کے افسانے

## (اثبات کے افسانوں کا انتخاب)

مرتب
اشعر نجمی

مجھے یاد ہے کہ میں ہر شمارے کے لیے اکثر فاروقی صاحب سے تقاضا کرتا تھا کہ مجھے اچھے افسانے نہیں مل رہے ہیں، مدد کیجیے۔ فاروقی صاحب کبھی ہنس کر تو کبھی جھنجھلا کر کہتے کہ 'بیٹا جب پروڈکشن ہی نہیں ہے تو ڈیمانڈ کیسے پوری کروں؟' انھوں نے میرے اس تقاضے کا ذکر اپنی کتاب 'ہمارے لیے منٹو صاحب' میں بھی کیا ہے۔ یہ مسئلہ اب پہلے سے زیادہ سنگین ہو گیا ہے۔ 'اثبات' کے ہر شمارے کو ترتیب دیتے ہوئے آج بھی افسانوں کا انتخاب مجھے ناکوں چنے چبوا دیا کرتا ہے۔ کئی بار سمجھوتے بھی کرنے پڑتے ہیں لیکن میرے سمجھوتے کا لیول بھی تھوڑا ناہموار ہے، چنانچہ اب جب کہ افسانوں کا یہ انتخاب (دو جلدیں) پیش کر رہا ہوں تو مجھے اسی طرح خوشی محسوس ہو رہی ہے جیسے ایک لمبی دوڑ ختم کرنے کے بعد کوئی Runner محسوس کرتا ہے۔ اس انتخاب میں سبھی یکساں معیار کے نہیں ہیں اور یوں بھی یکسانیت جیسی چیز سے میں پناہ مانگتا ہوں۔

اشعر نجمی

ESBAAT PUBLICATIONS
more than just books

ISBN: 9789391037413

₹ 800/-

# اکیسویں صدی کے افسانے

(’اثبات‘ کے افسانوں کا انتخاب)

پہلی جلد

مرتب

اشعر نجمی

ESBAAT
PUBLICATIONS
*more than just books*

© Esbaat Publications

**Ekkiswain Sadi Ke Afsane** (vol.1)
by Ashar Najmi
Esbaat Publications, Thane, India
1st Edition : February 2023
Printer: Sangam Prints, Sakinaka, Mumbai
ISBN: 978-93-91037-41-3

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ مصنف یا ناشر کی پیشگی اجازت کے بغیر کسی بھی وضع یا جلد میں
کلّی یا جزوی، منتخب یا مکرر اشاعت یا بہ صورت فوٹو کاپی، ریکارڈنگ، الیکٹرانک، میکینیکل
یا ویب سائٹ پر اَپ لوڈنگ کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔ نیز اس کتاب پر کسی بھی
قسم کے تنازعہ کو نمٹانے کا اختیار صرف ممبئی کی عدلیہ کو ہوگا۔

کتاب: اکیسویں صدی کے افسانے (پہلی جلد)
مرتب: اشعر نجمی
اشاعت اول : فروری ۲۰۲۳
سرورق: رشید احمد (پرنٹ میڈیا، مئو)
خطاط: منور کاتب

ESBAAT
PUBLICATIONS
*more than just books*

B-202, Universe Darshan, Pooja Nagar Road, Naya Nagar,
Mira Road (East), Dist. Thane - 401107, Maharashtra, India
Contact: +91 9372247833 Email: asharnajmi2020@gmail.com

# فہرست


| | | |
|---|---|---|
| پیش لفظ | 7 | اشعر نجمی |
| قبض زماں | 9 | شمس الرحمٰن فاروقی |
| تماشا | 101 | حسین الحق |
| التباس | 109 | حسین الحق |
| نیند کے خلاف ایک بیانیہ | 112 | خالد جاوید |
| کاگا سب تن کھائیو... | 154 | شفیع جاوید |
| فعل متعدی | 163 | فہمیدہ ریاض |
| طیراً ابابیل | 184 | فہمیدہ ریاض |
| دفتر میں ایک دن | 193 | فہمیدہ ریاض |
| غالب کے ساتھ ایک سہ پہر | 202 | سید محمد اشرف |
| دروازے | 211 | سید محمد اشرف |
| دروازہ | 223 | صدیق عالم |
| تنبورے | 255 | صدیق عالم |
| ماں | 280 | ذکیہ مشہدی |
| فاختہ | 293 | ذکیہ مشہدی |
| تسلیم ورضا | 305 | اقبال مجید |

| | | |
|---|---|---|
| متولی | 317 | علی اکبر ناطق |
| چونے کا گڑھا | 328 | علی اکبر ناطق |
| زین | 338 | ژولیاں |
| کامران علی قوال | 392 | ژولیاں |
| پرچی اور داستان | 416 | مبین مرزا |
| آمد فصل لالہ کاری | 429 | ابرار مجیب |
| شاخ اشتہا کی چٹک | 446 | محمد حمید شاہد |
| مرگ زار | 459 | محمد حمید شاہد |
| رائگاں پکار | 471 | انور سن رائے |
| حکیم صاحب | 476 | ظفر سید |
| تلوؤں سے چپکا آخری قدم | 486 | فارحہ ارشد |
| زندگی افسانہ نہیں | 491 | سلام بن رزاق |
| ایک سراغرساں کی نوٹ بک | 505 | مشرف عالم ذوقی |
| مرنے کے بعد مسلمان... | 521 | ناصر عباس نیر |
| آپ مجھے تم کہیے | 529 | خورشید اکرم |
| مستورہ اور موصوفہ | 538 | منیرا سورتی |
| پلوشن | 552 | شاہد اختر |
| بستر پہ اُگا جسم | 563 | دائم محمد انصاری |

# شافع قدوائی

کے نام

# پیش لفظ

2008 میں سہ ماہی 'اثبات' کا ممبئی میں شمس الرحمٰن فاروقی صاحب نے اجرا کیا تھا۔ اس وقت انھوں نے اپنی تقریر کے دوران مجھے دو 'گرومنتر' دیا تھا۔ پہلا یہ کہ مدیر کی زبان پر حرف انکار ہونا چاہیے اور دوسرا یہ کہ بڑے ناموں سے بالکل مرعوب نہیں ہونا چاہیے بلکہ تخلیقات کا انتخاب ان کی خوبیوں کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ فاروقی صاحب کے اس دیے گئے 'گرومنتر' کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پندرہ برسوں میں میرے دوستوں کی تعداد کم ہوتی چلی گئی اور دشمنوں، حریفوں اور حاسدوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوتا چلا گیا۔ لیکن اس سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ مجھ میں خود اعتمادی بھی اسی تناسب میں بڑھتی گئی، نتیجتاً اوسطیوں کی بھیڑ چھٹی اور ہندو پاک کے اچھا لکھنے والوں کا حلقہ 'اثبات' سے قریب تر ہوتا چلا گیا۔

مجھے یاد ہے کہ میں ہر شمارے کے لیے اکثر فاروقی صاحب سے تقاضا کرتا تھا کہ مجھے اچھے افسانے نہیں مل رہے ہیں، مدد کیجیے۔ فاروقی صاحب کبھی ہنس کر تو کبھی جھنجھلا کر کہتے کہ 'بیٹا جب پروڈکشن ہی نہیں ہے تو ڈیمانڈ کیسے پوری کروں؟' انھوں نے میرے اس تقاضے کا ذکر اپنی کتاب 'ہمارے لیے منٹو صاحب' میں بھی کیا ہے۔ یہ مسئلہ اب پہلے سے زیادہ سنگین ہو گیا ہے۔ 'اثبات' کے ہر شمارے کو ترتیب دیتے ہوئے آج بھی افسانوں کا انتخاب مجھے ناکوں چنے چبوا دیا کرتا ہے۔ کئی بار سمجھوتے بھی کرنے پڑتے ہیں لیکن میرے سمجھوتے کا لیول بھی تھوڑا ناہموار ہے، چنانچہ اب جب کہ افسانوں کا یہ انتخاب (دو جلدیں) پیش کر رہا ہوں تو مجھے اسی طرح خوشی محسوس ہو رہی ہے جیسے ایک لمبی دوڑ ختم کرنے کے بعد کوئی Runner محسوس کرتا ہے۔ اس انتخاب میں

سبھی یکساں معیار کے نہیں ہیں اور یوں بھی یکسانیت جیسی چیز سے میں پناہ مانگتا ہوں۔ اس انتخاب میں بڑے ناموں کی بجائے ان افسانوں کو دیکھیے جو بڑے نہ سہی لیکن اوسط ہرگز ہرگز نہیں جو عموماً ہر جگہ نظر آجاتے ہیں بلکہ اس انتخاب میں ایک دو ایسے افسانہ نگاروں کی تخلیقات بھی موجود ہیں جن کی پرورش 'اثبات' کے گہوارے میں ہی ہوئی، یہ الگ بات ہے کہ وہ اب ناخلف اولادوں کی طرح 'اثبات' اور اس کے مدیر کے خلاف مورچہ بندی کرنے میں مصروف ہیں۔ خیر، زیر نظر انتخاب میں شامل تمام افسانے پہلی بار 'اثبات' میں ہی شائع ہوئے، مثلاً 'قبض زماں' یا 'نیند کے خلاف ایک بیانیہ' وغیرہ۔ دوسری بات یہ کہ پاکستانی افسانہ نگاروں کے جو افسانے اس انتخاب میں شامل ہیں، وہ ہندوستان میں سب سے پہلے 'اثبات' میں ہی شائع ہوئے، اس کے بعد ہی انھیں بقیہ ہندوستانی رسائل نے میلاد کی شیرینی طرح آپس میں تقسیم کر لیے۔ ژولیاں کے منتخبہ افسانے بھی ہندوستان میں سب سے پہلے اثبات میں ہی شائع ہوئے تھے۔ اس انتخاب میں ڈائجسٹ کیے گئے افسانے اور ترجمے بھی شامل نہیں کیے جارہے ہیں۔

اکیسویں صدی کے ان افسانوں کی سب سے خاص بات یہ ہے کہ انھیں آپ کسی 'نظریے' کا پابند قرار نہیں دے سکتے، مثلاً فلاں جدید افسانہ، فلاں ترقی پسند اور فلاں مابعد جدید وغیرہ۔ نظریے سے مراد وہ تحریر ہے جس میں ادب سے براہ راست بحث نہ ہو، بلکہ ادب کے بارے میں جو تحریریں موجود ہیں، ان کے بارے میں گفتگو ہو۔ اور ادب کے بارے میں گفتگو ہو بھی تو وہ ان علومیوں (Disciplines) کے حوالے سے ہو جو بقول ایڈورڈ سعید 'ادب کے گرداگرد' موجود رہتے ہیں، مثلاً فلسفہ، نفسیات، سماجیات، تاریخ، وغیرہ۔ یعنی یہ دیکھا جائے کہ مثلاً کسی فلسفے یا نظریے کی رو سے کسی فن پارے کے بارے میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ نظریے نے ایک زمانے میں ادب کی قرأت یا اسٹڈی میں بہت دخل حاصل کر لیا تھا، اور ادب کی ادبی اہمیت ایک طرح سے بالائے طاق رکھ دی گئی تھی۔ انگلستان میں اسے Cultural Materialism اور Cultural Theory کہا جاتا تھا۔ اب نظریے یا تھیوری کا چراغ گل ہو گیا ہے، یا بعض کونے کھدروں میں بس ٹمٹما رہا ہے۔ چنانچہ اکیسویں صدی کے فکشن میں رنگا رنگی ہے جسے ایک لاٹھی سے آپ ہانک نہیں سکتے۔

اشعر نجمی